www.KitaboSunnat.com

ابومالک کمال بن سید سالم

مترجم: حافظ محمد اسحٰق طاہر

منشیات کی حرمت، شراب نوشی کی سزا اور اَحکام

ہمارے معاشرے میں شراب نوشی اور اس کی شرعی سزا کے حوالے سے نت نئے شبہات پیدا کئے جاتے رہتے ہیں کہ یہ سزا قرآنِ کریم میں موجود نہیں، کبھی اس سزا کی شرعی حد ہونے اور اس میں کوڑوں کی تعداد پر اعتراض عائد کر دیا جاتا ہے۔ ذیل میں اس حوالے سے ایک انتہائی مفید بحث، جس کو جامعہ لاہور الاسلامیہ میں مجھے سبقاً سبقاً پڑھانے کا موقع ملا، کا اُردو ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔ اس تحقیق میں احادیث سے براہِ راست استدلال کے ذریعے بڑے مؤثر انداز میں شراب نوشی کی حُرمت اور دیگر منشیات کے اَحکام بیان کر دیے گئے ہیں۔ یہ بحث عرب علما کے خاص علم و استدلال کی مظہر اور اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد تحقیق ہے۔ اس بحث کو 'صحیح فقہ السنہ وادلتہ وتوضیح مذاہب الائمہ' سے اخذ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب فقہی مذاہب کے مطالعے اور اُن کے موقف کو جاننے کے لیے، نیز راجح موقف کے تعین پر ایک مفید ترین تصنیف ہے، جو حال ہی میں ایک مصری عالم نے تالیف کی ہے۔ کتابِ مذکور میں سلفی علما مثلاً شیخ البانیؒ، شیخ ابن بازؒ اور ابن عثیمینؒ کے بہت سے فتاویٰ و استدلال کو بھی یکجا کر دیا گیا ہے، نیز فقہی مواقف پر احادیث سے استدلال کرتے ہوئے ان کی صحت وضعف کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ ح م

'خمر' کا مفہوم ومصداق

'شراب' کے لئے عربی زبان میں لفظ خَمر استعمال ہوتا ہے، اس کی جمع 'خمور' آتی ہے اور خمر کے لغوی معنیٰ ہے: 'ڈھانپنا'

1 مدرّس فقہ مقارن، جامعہ لاہور اسلامیہ [رحمانیہ]، گارڈن ٹاؤن، لاہور... فاضل مدینہ یونیورسٹی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خمر کا لفظ تانیث میں زیادہ مستعمل و مشہور ہے، اسی وجہ سے اس کے آخر میں تائے تانیث بھی آتی ہے جیسے: هٰذه خمرة. جب کہ مذکر استعمال بھی جائز ہے جیسے: هٰذا خمر.

خمر کی لغوی تحقیق

'القاموس المحیط' کے مصنف جناب فیروز آبادی (م ۸۱۷ھ) کا کہنا ہے:

''خمر' وہ ہے جو انگوروں کے رَس سے کشید کی جائے، یا یہ عام (جو کسی بھی پھل سے بنائی جائے) ہے، حقیقت میں اسے عموم پر رکھنا ہی زیادہ راجح ہے، کیونکہ جب یہ حرام ہوئی تو مدینہ میں انگوروں سے شراب کا تصور نہیں تھا بلکہ وہ تو کچی پکی کھجوروں سے ہی شراب بناتے تھے۔''[1]

خمر کے لغوی اور شرعی معنیٰ میں مناسبت

① شراب پر لفظ 'خمر' کا اطلاق اس وجہ سے ہے کہ شراب کشید کرنے کے لئے برتن کے منہ کو اوپر سے ڈھانپا جاتا ہے، حتیٰ کہ اس میں اُبال اور جوش کی کیفیت پیدا ہو جائے۔

② عقل پر چھا جانے اور شعور کو ڈھانپ دینے کی وجہ سے یہ لفظ اس کے لئے مستعمل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خمر میں یہ دونوں سبب موجود ہیں۔ شراب کو جوش مارنے اور تیار ہونے تک ڈھانپ کر رکھا جاتا ہے، پھر اس کو پینے پر عقل و شعور میں اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور یہ عقل کو ڈھانپ دیتی ہے۔ لہٰذا خمر کو ان دونوں معانی میں استعمال کرنے پر اہل لغت کے ہاں کوئی مانع نہیں۔

'خمر' کی شرعی حقیقت

خمر کے لغوی معنی اور شرعی استعمال میں کچھ اختلاف کی بنا پر فقہا کے درمیان خمر کی حقیقت میں دو اقوال پائے جاتے ہیں۔[2]

پہلا قول: 'خمر' صرف وہ ہے جو آگ پر پکائے بغیر انگوروں کے رس سے کشید کی جائے، جب وہ

۱ القاموس المحیط، مادۃ 'خمر'

۲ ابن عابدین ۵/۲۸۸؛ الدسوقی ۴/۳۵۳، المغنی ۹/۱۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبعی حرارت سے اُبلنے اور جوش مارنے لگے اور اس کے اوپر جھاگ آجائے۔ یہ امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) اور بعض شافعی فقہا رحمۃ اللہ علیہم کا موقف ہے۔

دوسرا قول: ہر نشہ آور مشروب کو 'خمر' کہتے ہیں، خواہ وہ انگوروں کے رس یا خشک انگور کو پانی میں بھگو کر بنائی جائے۔ اسے آگ پر پکایا جائے یا بغیر آگ کے اس میں نشہ پیدا ہو جائے۔ یہ جمہور علما کا موقف ہے۔

در حقیقت خمر کی تعریف و اطلاق میں فقہا کے مابین اس اختلاف کو رسول اکرم ﷺ نے جامع تعریف کر کے ہمیں تکلف اور لاحاصل اختلاف سے بے نیاز کر دیا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

«کل مُسکِر خمرو کل مسکر حرام»[1]

"ہر نشہ آور چیز 'خمر' ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔"

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"دو طرح کے مشروب جو ہم یمن میں استعمال کرتے تھے: ایک البِتْع جو شہد سے بنتا ہے حتیٰ کہ اس میں جوش پیدا ہو جاتا ہے اور دوسرا المِزْر جو مکئی اور جَو کو پانی میں بھگو کر تیار ہوتا تھا حتیٰ کہ اس میں نشہ پیدا ہو جاتا، اِن کے متعلق میں نے رسول اکرم ﷺ سے استفسار کیا تو (جوامع الکلم سے متصف) پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«کل مُسکر حرام»[2] "ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔"

فصاحت و بلاغت سے متصف رسول علیہ السلام نے اس تعریف کے ذریعے ہر نشہ آور چیز کو 'خمر' کا نام دیا ہے۔ لہٰذا مسکرات کی بعض انواع کو خمر کا نام دے کر دیگر (انواع) کو اس سے خارج کر دینا غلط فہمی اور ایک عام لفظ کو بلا دلیل خاص کر دینا ہے۔ مزید برآں اس مسئلہ میں وارد احادیث بھی اس موقف کو باطل کر دیتی ہیں کہ خمر صرف انگوروں سے بنائی ہوئی شراب کے ساتھ خاص ہے۔ ان احادیث میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں:

---

۱ صحیح مسلم: ۲۰۰۳

۲ صحیح بخاری: ۴۳۴۳؛ صحیح مسلم: ۱۷۳۳

2014

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① حضرت انس بیان فرماتے ہیں کہ

إِنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ، وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ[1]

"شراب حرام ہوئی تو ان دنوں کچی پکی کھجوروں سے ہی شراب بنائی جاتی تھی۔"

② حضرت انسؓ سے ہی روایت ہے کہ

لَقَدْ أَنْزَلَ اللهُ الآيَةَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ فِيهَا الْخَمْرَ وَمَا بِالْمَدِينَةِ شَرَابٌ يُشْرَبُ إِلاَّ مِنْ تَمْرٍ[2]

"جب اللہ تعالیٰ نے تحریم خمر کی آیت نازل فرمائی تو اس وقت مدینہ میں کھجوروں کی شراب ہی نوش کی جاتی تھی۔"

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

وَمَا نَجِدُ - يَعْنِي بِالْمَدِينَةِ - خَمْرَ الأَعْنَابِ إِلاَّ قَلِيلاً، وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ[3]

"ہمارے پاس مدینے میں انگوروں کی شراب بہت کم تھی ،بلکہ عام طور پر ہمارے ہاں کچی پکی کھجوروں سے ہی شراب بنتی تھی۔"

③ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ

نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَإِنَّ فِي الْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ لَخَمْسَةَ أَشْرِبَةٍ، مَا فِيهَا شَرَابُ الْعِنَبِ[4]

"جب شراب حرام ہوئی تو اس وقت مدینہ میں پانچ قسم کی شراب تیار ہوتی تھی، اور اُن میں انگوروں کی شراب نہیں تھی۔"

④ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گندم، جو، خشک انگور، کھجور اور شہد، ان میں سے ہر ایک سے شراب بنتی ہے۔"[5]

---

١ صحیح بخاری: ۵۵۸۴؛ صحیح مسلم: ۱۹۸۰
٢ صحیح مسلم: ۱۹۸۲
٣ صحیح بخاری: ۵۵۸۰
٤ صحیح بخاری ۴۶۱۶؛ صحیح مسلم ۳۰۳۲
٥ سنن ابی داؤد: ۳۶۵۹؛ جامع ترمذی: ۱۹۳۴؛ سنن ابن ماجہ: ۳۳۷۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ عبد اللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''حضرت عمرؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ: الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ[1]

'' شراب حرام ہو چکی اور وہ پانچ اشیا سے تیار ہوتی ہے: انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو۔ لہٰذا ہر وہ چیز خمر ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔''

مندرجہ بالا احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ انگوروں کے علاوہ دیگر اشیا پر بھی 'خمر' کا اطلاق باعتبارِ لغت صحیح ہے۔ قرآن میں 'خمر' کی تحریم سے صحابہ کرامؓ نے یہی سمجھا ہے، اس لئے انگوروں کے علاوہ دیگر اشیا سے تیار کردہ شراب کو 'خمر' کے حکم میں قیاساً داخل کرنا محض تکلف ہے، جب کہ قیاس خود ایک مختلف فیہ امر ہے، البتہ قیاس کو اضافی دلیل کے طور پر یہاں لیا جاسکتا ہے۔ پھر یہ تو قیاسِ جلی ہے جو قیاس کی اعلیٰ وارفع قسم ہے یعنی یہاں ارکانِ قیاس میں سے فرع تمام اوصاف میں اصل کے مساوی ہے۔

یہاں یہ امر باعثِ تعجب ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب عام طور پر قیاس کو لینے اور اخبار آحاد پر ترجیح دینے میں انتہائی حد تک چلے جاتے ہیں، جب کہ یہاں وہ قیاسِ جلی کو لینے سے احتراز برتتے نظر آتے ہیں جس کی تائید کتاب و سنت کی نصوص سے ہو رہی ہے۔[2]

شراب نوشی حرام ہے، چاہے کم ہو یا زیادہ

شارع نے ایک قطرہ شراب بھی حرام قرار دیا ہے، اگرچہ اس سے کوئی زیادہ فساد ظاہر نہیں ہوتا، لیکن یہ زیادہ پینے کا ذریعہ بن سکتی ہے، لہٰذا یہ سدِ ذریعہ کے طور پر حرام ہے۔[3]

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

«كل مُسكر حرام، وما أسكر كثيره فقليله حرام»[4]

1 صحیح بخاری: ۵۵۸۱؛ صحیح مسلم: ۳۰۳۲
2 تہذیب السنن از ابن قیم: ۵/ ۲۶۲؛ تفسیر قرطبی: ۶/ ۲۹۵
3 اغاثۃ اللہفان فی مقاصد الشیطان: ۱/ ۳۶۱
4 سنن ابن ماجہ: ۳۳۹۲؛ سنن النسائی: ۸/ ۲۹۷، ۳۰۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ پیدا کرے، اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔“

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«کلّ مُسکر حرام، وما أسکر الفرق منه فملء الکف منه حرام»[1]

”ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس چیز کا ایک 'فرق'[2] نشہ پیدا کرے، اس کا چلّو بھر بھی حرام ہے۔“

چرس، افیون اور دیگر منشیات حرام ہیں، شراب کی طرح ان میں بھی حدّ لگے گی:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«کل مسکر خمر وکل مسکر حرام»[3]

”ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

یہ حیثیت ہر نشہ آور چیز کو شامل ہے، چاہے وہ نشہ آور کھانے کی چیز ہو یا پینے کی، جامد ہو یا مائع، اگر وہ شراب کی تاثیر رکھتی ہے تو حرام ہے، اگر کوئی حشیش، چرس وغیرہ کو مائع شکل میں ڈھال کر پی لے تو وہ بھی حرام ہو گا۔ نبی اکرم ﷺ جوامع الکلم سے متصف تھے۔ آپ ایسا جامع لفظ بولتے جو استعمال کے اعتبار سے عام اور اپنے مفہوم میں شامل تمام اشیا پر مشتمل ہوتا، چاہے وہ آپ کے زمانہ میں موجود ہوں یا نہ ہوں۔[4]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (جو کہ آپ ﷺ کی صحبت میں کسبِ علم وفیض کرتے رہے اور آپ ﷺ کی حدیث کو اُن سے بہتر کوئی نہیں سمجھ سکتا) اُن کا بھی یہی کہنا ہے:

«الخمر ما خامر العقل»[5] یعنی شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ دے۔“

---

۱ جامع ترمذی:۱۸۶۶؛ سنن ابی داؤد:۳۶۸۷

۲ 'فرق' وزن کا ایک پیمانہ ہے جس میں تین صاع یا ۱۶ رطل (تقریباً ۶.۲۹ کلو گرام بمطابق حجازی صاع)۔ 'اسلامی اوزان' از فاروق اصغرؒ صارم: ص ۶۲،۶۱؛ لغات حدیث از علامہ وحید الزماں: ۳/ ۴۱۵

۳ صحیح مسلم:۲۰۰۳

۴ مجموع فتاویٰ: ۳۴/ ۲۰۴

۵ صحیح بخاری:۵۵۸۱؛ مسلم:۳۰۳۲ (موقوف عن عمر بن الخطاب)

2014،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید برآں عقل صحیح اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ فرضِ مُحال آپ ﷺ کے الفاظ ہر نشہ آور چیز کو خمر کا نام دینے میں شامل نہ بھی ہوں، تاہم قیاسِ صحیح وصریح جس میں اصل وفرع ہر اعتبار سے برابر ہوں، تو اس کا فیصلہ یہی درست ہے کہ مُسکر کی تمام انواع واقسام ایک ہی حکم میں داخل ہیں۔ لہٰذا ان انواع میں فرق کرنا متماثلین کے درمیان فرق کرنے کے قبیل سے ہوگا اور یہ عقل وقیاس صحیح کے خلاف ہے۔[1]

اس بنا پر منشیات کی تمام اقسام (چرس، افیون، ہیروئن وغیرہ) حرام ہیں اور ان پر خمر (شراب) کا نام صادق آتا ہے کیونکہ یہ نشہ آور ہیں اور عقل ماؤف کر دیتی ہیں۔ فاسق وفاجر لوگ سرور ومستی کی کیفیت طاری کرنے کیلئے اُنہیں لیتے ہیں اور یہی اوصاف شراب میں پائے جاتے ہیں۔

مذاہب اربعہ اور دیگر فقہا نے بالاتفاق ان کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے[2]۔ لیکن ان کے خیال میں اس کے قلیل استعمال (جس میں نشہ نہ ہو) میں حرمت نہیں بلکہ نشہ آور مقدار کا استعمال حرام ہے۔ حالانکہ تحقیق اس بات کی متقاضی ہے کہ ان منشیات کے حرام ہونے پر اتفاق کے بعد، نصوصِ کتاب وسنت کے تحت اُن پر 'خمر' کا اطلاق ہوتا ہے۔ اِن کو خمر سے الگ حکم دینے کی کوئی وجہ نہیں۔ اِن میں شراب کے مفاسد جیسا کہ عقل میں فساد، بے ہودگی اور سرور وبد مستی کے علاوہ دین، عقل، اخلاق اور مزاج میں ضرر واضح نظر آتا ہے، بلکہ یہ انسان کی طبیعت ومزاج کو پاگل پن کی حد تک متاثر کرتے ہیں اور ان کو استعمال کرنے والا گراوٹ وپستی اور ذلّت میں شراب نوشی کرنے والے سے بھی نیچے جاگرتا ہے، چونکہ ان کے مفاسد واَضرار شراب سے بڑھ کر ہیں، لہٰذا یہ بالاولیٰ حرام ہیں اور ان کو 'خمر' کا نام دینا بالکل صحیح ہے، اور ان کی قلیل مقدار بھی کثیر کی طرح حرام ہی ہے اور ان کے استعمال کرنے والے کو حد خمر لگے گی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۲۸ھ) کا کہنا ہے:

''شریعت کا قاعدہ ہے کہ وہ حرام اشیا جن میں انسانی نفوس رغبت رکھتے ہیں، ان کے

۱ زاد المعاد: ۵/ ۷۴۹

۲ ابن عابدین: ۴/ ۴۲؛ الدسوقی: ۴/ ۳۵۲؛ مغنی المحتاج: ۴/ ۱۸۷؛ الانصاف: ۱۰/ ۲۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارتکاب پر حد لازم ہے جیسا کہ شراب اور زنا اور جس میں رغبت نہیں جیسا کہ مردار کا استعمال تھا، اس میں تعزیر ہے۔ چرس اور افیون ان اشیا سے تعلق رکھتی ہیں جن میں ان کے استعمال کرنے والے رغبت اور خواہش رکھتے ہیں اور اسے چھوڑ نہیں سکتے تو اس کے استعمال پر بھی حد لگے گی۔ بر خلاف بھنگ وغیرہ کے جو کہ بغیر نشہ کے عقل کو فاسد کرتے ہیں اور لوگوں کو اس میں خواہش اور رغبت نہیں ہوتی تو اس کے استعمال پر تعزیر ہے۔"[1]

شراب نوشی کی سزا

اکثر اہل علم کا یہ موقف ہے بلکہ اس پر کئی علمانے اجماع نقل کیا ہے کہ شریعت میں شرب خمر پر حد کی صورت میں معین سزا موجود ہے۔[2] شراب نوشی کے بارے میں بہت سی احادیث اور صحابہ کرام کا اجماع موجود ہے کہ اس پر کوڑوں کی سزا ہو گی۔ البتہ کوڑوں کی مقدار میں دو اقوال موجود ہیں:[3]

پہلا قول

حد کی مقدار ۴۰ کوڑے ہیں۔ یہ امام شافعی (م ۲۰۴ھ)، امام احمد (م ۲۴۱ھ) رحمہما اللہ سے ایک روایت، داؤد (م ۲۷۰ھ)، ابن حزم (م ۴۵۶ھ) کا موقف ہے۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت کا بھی یہی موقف رہا ہے۔

اس موقف کے دلائل درج ذیل ہیں:

عن أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيدِ أَرْبَعِينَ[4]

① حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ شراب پینے پر جوتوں اور چھڑیوں کی چالیس ضربیں لگوایا کرتے تھے۔

۱ مجموع فتاویٰ: ۳۴/ ۲۱۴

۲ ابن حزم، قاضی عیاض، ابن قدامہ اور ابن حجر وغیرہم نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

۳ ابن عابدین: ۵/ ۲۸۹؛ مغنی المحتاج: ۴/ ۱۸۷؛ المحلی: ۱۱/ ۳۶۵؛ المغنی ۹/ ۱۳۷

۴ صحیح مسلم: ۱۷۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ پر شراب نوشی کے مقدمہ میں حضرت علیؓ کو کوڑوں کے ساتھ سزا کی تنفیذ کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جعفر سے کوڑے مارنے کو کہا، جب چالیس کوڑے ہوئے تو رکنے کا کہا اور کہنے لگے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگوائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اَسّی (۸۰) کوڑے لگوائے۔ یہ سب سنت ہے لیکن چالیس کا موقف مجھے پسند ہے۔[۱]

③ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے ابتدائی دور میں اگر ہمارے پاس شراب نوش کو لایا جاتا تو ہم اسے اپنے ہاتھوں، جوتوں اور چادروں وغیرہ سے پیٹتے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کا دور آیا تو اُنہوں نے چالیس کوڑے لگانے شروع کر دیئے۔ حتیٰ کہ لوگ فسق و فجور اور شراب نوشی ار تکاب زیادہ کرنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اَسّی (۸۰) کوڑے مقرر کر دیئے۔[۲]

ان روایات سے یہ استدلال واضح ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی ادوار میں چالیس کا عدد ہی مقرر تھا اور جب لوگ شراب کے عادی ہونے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑوں کا تعزیراً اضافہ کر دیا۔

اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''اگر میرے حد قائم کرنے سے کوئی فوت ہو جائے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں سوائے شرابی کے، کہ اگر وہ حد کے نفاذ سے ہلاک ہو جائے تو میں اس کی دیت ادا کروں گا کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اس طرح حد مقرر نہیں فرمائی۔''[۳]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان سے شراب نوش کے لئے کوئی سزا مقرر نہیں کی کہ جس پر اضافہ نہ کیا جاسکے، اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت سے اضافہ کر دیا اور یہ اضافی عقوبت بطورِ تعزیر تھی، اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں چالیس کوڑے ہی لگائے اور کہا کہ یہ موقف مجھے پسند ہے۔

۱ صحیح مسلم:۱۷۰۷
۲ صحیح بخاری:۶۷۷۹
۳ صحیح بخاری:۶۷۷۸؛ صحیح مسلم:۱۷۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا قول

حدِ شراب اَسّی (۸۰) کوڑے ہیں۔ یہ جمہور کا موقف ہے، ائمہ ثلاثہ (ابو حنیفہ، مالک، احمد ﷭) اسی کے قائل ہیں۔ شافعیہ کے ہاں بھی یہی موقف پایا جاتا ہے۔

اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

① ایک روایت میں رسول اکرم ﷺ کی طرف سے حد خمر میں اَسّی کوڑوں کا ذکر ملتا ہے۔[1]

② حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی، آپ نے اسے کھجور کی دو ٹہنیوں کے ساتھ چالیس کوڑے لگوائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو اُنھوں نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کم از کم حد ۸۰ کوڑے (حد قذف) ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کا حکم دے دیا۔[2]

اس موقف کے حاملین کا کہنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر متفق ہو گئے اور یہ اجماع ہے۔

③ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ جب کوئی نشہ کرتا ہے تو فضول بکتا ہے اور فضول بکواس میں لوگوں پر الزام لگاتا ہے او رالزام لگانے والے کی سزا اَسّی (۸۰) کوڑے ہے۔[3]

لیکن یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت نہیں بلکہ پہلے یہ بات ثابت ہو چکی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف چالیس کا تھا۔

راجح موقف

دلائل کو دیکھتے ہوئے بطورِ حد چالیس کوڑوں کا قول راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور خلافت کے ابتدائی زمانے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہی فعل

۱ مصنف عبد الرزاق: ۷/ ۳۷۹ .... یہ حدیث مرسل، ضعیف اور ناقابل حجت ہے۔
۲ صحیح مسلم: ۱۷۰۶
۳ موطا مالک: ۲/ ۸۴۲؛ سنن دار قطنی: ۳۵۴؛ الإرواء: ۲۳۷۸.... روایت ضعیف ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے جو اضافہ کیا، وہ حد سے زائد مقدار تعزیر کے طور پر تھی کیونکہ لوگوں میں شراب نوشی کی عادت بڑھتی جا رہی تھی۔

اس موقف کی تائید دو طرح سے ہوتی ہے:

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوڑوں کی سزا میں بتدریج چالیس سے ساٹھ اور ساٹھ سے اسّی کا اضافہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل سے متعلق یہ روایت موجود ہے کہ پہلے اُنہوں نے چالیس کوڑوں کی سزا دی، پھر جب لوگوں کو دیکھا کہ باز نہیں آرہے تو اُسے ساٹھ کر دیا۔ پھر بھی لوگوں کے معمول میں کمی نہ آئی تو اسے بڑھا کر اسّی (۸۰) کر دیا اور کہا کہ یہ کم از کم حد (حد قذف) ہے۔[1]

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک ہی وقت میں مصلحت کے تحت مختلف مقدار میں (شراب پینے کی) سزا (چالیس، ساٹھ یا اسّی) دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے پاس ایک شرابی کو لایا گیا، آپ نے حضرت مطیع بن اسود کو حکم دیا کہ صبح اس پر حد نافذ کرنا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد میں آئے اور دیکھا کہ وہ بہت زور سے کوڑے مار رہے تھے۔ آپ نے پوچھا:

(۳) کتنے کوڑے مار چکے ہیں؟ مطیع نے کہا: ساٹھ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سے بیس کوڑے کم کر دو۔[2]

امام ابو عبید رحمہ اللہ (م ۲۲۴ھ) فرماتے ہیں: ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد تھا کہ شدید ضرب کو ان بیس کے قائم مقام سمجھو کہ جو اس کی سزا سے باقی ہیں۔''

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۵۸ھ) کا کہنا ہے کہ ''اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چالیس سے زیادہ حد نہیں، اس لئے کہ اگر وہ حد ہوتی تو شدتِ ضرب کی وجہ سے اس میں کمی نہ کی جاتی کیونکہ ضرب میں شدت کی وجہ سے عدد میں کمی کا کوئی قائل نہیں ہے۔''[3]

اسّی (۸۰) کوڑے حد ہونے کے قائلین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام سے مشاورت کے

---

۱ مصنف عبد الرزاق: ۱۳۷۷۳.... مرسل روایت

۲ حافظ ابن حجر نے فتح الباری: ۱۲/ ۷۵ میں اسے الغریب لأبی عبید کی طرف منسوب کیا ہے اور اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

۳ سنن البیہقی: حدیث: ۱۷۳۰۴؛ فتح الباری: ۱۲/ ۷۵

2014

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد جو اجماعِ صحابہ کا دعویٰ کیا ہے، اس پر یہ اعتراض آتا ہے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ چالیس کے قائل تھے، پھر اجماع کا دعویٰ کیسا...؟

حاصل کلام یہی ہے کہ حد چالیس ہی ہے، تاہم قاضی مصلحت اور لوگوں کے احوال کو دیکھتے ہوئے بطورِ تعزیر اس میں اضافہ کر سکتا ہے۔

حد خمر نافذ کرنے کا طریقہ

شراب نوشی کے حالات اور مصلحت کو دیکھتے ہوئے شراب نوش کو کھجور کی ٹہنی، ہاتھوں، جوتوں، کپڑوں اور کوڑوں سے حد لگائی جا سکتی ہے۔ اس پر سائب بن یزید کے الفاظ دلیل ہیں:

"ہم شراب پینے والے کو اپنے ہاتھوں، جوتوں اور چادروں سے مارتے۔"[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے میں کھجوروں کی ٹہنیوں اور جوتوں سے ضرب لگائی۔[2]

یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔ جبکہ جمہور کا موقف ہے کہ باقی حدود کی طرح شراب کی حد بھی کوڑوں سے لگائی جائے گی۔[3] کیونکہ ایک حدیث میں ہے:

«إذا شرب الخمر فاجلدوه»[4] "اگر کوئی شراب پیئے تو اسے کوڑے لگاؤ۔"

جمہور کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب نوش کو کوڑے مارنے کا حکم دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زانی کو حد لگانے کا حکم دیا ہے تو حدِ زنا کی طرح یہ سزا کوڑوں سے ہی ہوگی اور اس پر یہ بھی دلیل ہے کہ خلفاے راشدین اور اُن کے بعد آنے والوں نے بھی کوڑوں سے ہی حد لگائی ہے۔ جن احادیث میں ہاتھوں اور جوتوں وغیرہ سے مارنے کا ذکر ہے، وہ شروع اسلام کی بات ہے، بعد میں کوڑوں سے سزا دینے پر شرع ثابت ہوگئی۔ یہی موقف قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱ اس مفہوم پر احادیث پچھلے صفحات پر گزر چکی ہیں۔
۲ ایضاً...
۳ الہدایۃ: ۲۱/۱۱۱؛ مغنی المحتاج: ۴/۱۷۹؛ المغنی: ۴/۳۵۴؛ مجموع الفتاوی: ۷/۴۸۳
۴ سنن ابی داؤد: ۴۴۸۴، حدیث صحیح ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حد لگاتے وقت شرابی پر لعن طعن کرنا جائز نہیں

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عبد اللہ نامی ایک شخص جس کا لقب 'حمار' تھا، وہ آپؐ کو باتیں سنا کر ہنسایا کرتا تھا۔ شراب نوشی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوڑے لگائے، اسے دوبارہ لایا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سزا دی، ایک آدمی کہنے لگا: اللہ اس پر لعنت کرے، اسے کس قدر بار بار لایا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو، اللہ کی قسم میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نشے میں مبتلا ایک شخص کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے اسے سزا دینے کا حکم دیا۔ ہم میں سے کوئی اپنے ہاتھوں سے، کوئی اپنے جوتوں سے اور کوئی اپنے کپڑے سے اسے مارنے لگا۔ ایک آدمی نے کہا: کیا ہے اسے؟ اللہ اسے رسوا کرے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بنو۔"[2]

تین یا اس سے زیادہ دفعہ حد لگنے کے بعد شرابی کا حکم

جسے شراب نوشی کی وجہ سے تین دفعہ حد لگے، پھر چوتھی مرتبہ شراب نوشی کی وجہ سے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ بعض احادیث میں اسے قتل کرنے کا تذکرہ ملتا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شراب پیئے اسے کوڑے لگاؤ، دوبارہ پیئے پھر اسے کوڑے مارو، تیسری دفعہ پینے پر بھی اسے کوڑے مارو پھر اگر چوتھی مرتبہ پیئے تو اسے قتل کر دو۔"[3]

اس قسم کی روایات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔ ان احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے علمائے کرام نے دو قسم کے موقف اپنائے

2014

۱ صحیح بخاری: ۶۷۸۰

۲ صحیح بخاری: ۶۷۸۱

۳ سنن ابی داود: ۴۴۸۴؛ حدیث صحیح ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جن سے تین اقوال تشکیل پاتے ہیں۔

پہلی رائے

شرابی کو چوتھی دفعہ (شراب پینے پر) قتل کرنے کی احادیث منسوخ ہیں اوران کے خلاف اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ یہ ائمہ اربعہ کی رائے ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۷۹ھ) کتاب العلل میں فرماتے ہیں:

''اس کتاب کی تمام احادیث معلول ہیں لیکن بعض علما نے اُنہیں قبول کیا ہے، سوائے دو احادیث کے، ان میں سے ایک شرابی کو قتل کرنے کی حدیث ہے۔''[۱]

جمہور کے ہاں ان احادیث کے نسخ کے دلائل درج ذیل ہیں:

① حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شراب پیئے اسے کوڑے مارو، پھر دوبارہ پیئے تو اسے کوڑے مارو، اس کے بعد پھر پیئے تو اسے کوڑے مارو، اس کے بعد اگر پیئے تو اسے کوڑے مارو۔''

ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ کوڑے ہی سزا ہے، قتل نہیں ہے۔

ایک روایت میں ہے:

''مسلمانوں نے اس سے جان لیا کہ کوڑوں سے حد ثابت ہے اور قتل کرنا ختم کر دیا گیا ہے۔''[۲]

② حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کوئی شراب پیئے تو اسے کوڑے مارو، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا، پھر اگر چوتھی مرتبہ پیئے تو اسے قتل کرو۔ حضرت قبیصہ کا کہنا ہے کہ آپ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی تو آپ نے اسے کوڑے مارے، پھر لایا گیا پھر آپ نے اسے کوڑے مارے، پھر لایا گیا پھر اسے کوڑے مارے، پھر اسے چوتھی مرتبہ لایا گیا تو بھی آپ نے اسے کوڑے ہی مارے۔ اس طرح لوگوں سے قتل کی سزا ختم

۱ المحلی: ۱۱/ ۲۶۵؛ نیل الاوطار: ۷/ ۱۶۷؛ الحدود والتعزیرات: ۳۰۶تا۳۲۵

۲ سنن الکبریٰ للنسائی؛ سنن بیہقی: ۸/ ۳۱۴؛ الطحاوی: ۲/ ۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دی گئی اور یہ رخصت تھی۔"[1]

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت اس آدمی کو کوڑے مارنے کے واقعہ میں جس نے شراب پی تھی۔ اس کا لقب 'حمار' تھا۔ اس حدیث کے آخر میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے، اسے کتنی مرتبہ لایا گیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر لعنت مت کرو، واللہ ! مجھے تو یہ صرف یہ پتہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے۔[2]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (م ۸۵۲ھ) کا کہنا ہے کہ "اس حدیث میں شرابی کو قتل کرنے والی حدیث کے نسخ پر دلیل موجود ہے کہ اگر چوتھی یا پانچویں مرتبہ بھی پیئے تو بھی اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ ابن عبد البر (م ۴۶۳ھ) کا کہنا ہے کہ اسے پچاس مرتبہ سے زیادہ آپ کے پاس لایا گیا۔"[3]

(۴) عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « لاَ يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلاَثٍ الثَّيِّبُ الزَّانِي وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ ».[4]

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس کا خون حلال نہیں ہے، سوائے اس کے کہ تین باتوں میں سے کسی ایک کا مرتکب ہو: شادی شدہ ہو کر زنا کرے، جان کے بدلے جان اور جو دین (اسلام) چھوڑ دے اور جماعت (ملت اسلام) سے الگ ہو جائے۔"

اس حدیث کے عموم میں شرابی بھی داخل ہے کہ اسکا خون بہانا بھی حلال نہیں کیونکہ جن کا خون بہانا جائز ہے، ان میں سے شارب خمر نہیں ہے۔ اس استدلال پر اعتراض یہ ہے کہ اس

۱ سنن ابی داؤد: ۴۴۸۵؛ البیہقی: ۸/ ۳۱۴... مرسل
۲ صحیح بخاری: ۶۷۸۰
۳ فتح الباری: ۱۲/ ۸۰
۴ سنن ابی داؤد: ۴۳۵۲

2014

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث سے نسخ کا دعویٰ صحیح نہیں کیونکہ یہ عام ہے اور شرابی کو قتل کرنے کی حدیث خاص ہے۔

⑤ قتل کے منسوخ ہونے پر جمہور نے اجماع کو بھی دلیل بنایا ہے کہ قتل کے خلاف اجماع ہو چکا ہے، قتل نہ کرنے پر دلیل حدیث جابر کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''میرے علم کی حد تک شرابی کو قتل نہ کرنے میں علما کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔'' امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ''اس مسئلہ میں قدیم یا حالیہ کوئی اختلاف موجود نہیں ہے۔''

شرابی کے قتل سے متعلق دوسری رائے

شرابی کے قتل سے متعلق احادیث محکم ہیں، منسوخ نہیں۔ امام ابن حزم اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی نظریہ ہے۔ اس اُصول کی حد تک دونوں میں اتفاق ہے، البتہ نتیجہ میں اختلاف کرتے ہیں۔ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ اسے چوتھی مرتبہ بطورِ حد قتل کیا جائے گا جبکہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۵۱ھ) کی رائے ہے کہ ''اگر اسے چوتھی مرتبہ قتل کرنے میں مصلحت ہو تو تعزیراً قتل کیا جاسکتا ہے۔ اگر وہ (شراب نوش) شراب پینے کا عادی ہو جائے، حد کو ہلکا سمجھنے لگے اور حد سے اسے کوئی عبرت حاصل نہ ہو تو قاضی اسے حد کے طور پر نہیں بلکہ من باب التعزیر قتل کر سکتا ہے۔''

ابن حزم اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے جمہور کی طرف سے چوتھی مرتبہ شراب پینے پر قتل کے نسخ اور اس پر اجماع کے دعویٰ کا مناقشہ/تجزیہ مندرجہ ذیل طریقے سے کیا ہے:

① امام ابن حزمؒ نے ان احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے جن میں قتل نہ کرنے کا ذکر ہے۔

② اس آدمی کو بار بار کوڑے لگنے کی حدیث جس کا لقب حمار تھا، اگرچہ اس مفہوم میں خاص ہے لیکن اس سے نسخ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس حدیث کا قتل والی حدیث سے متاخر ثابت کرنا ضروری ہے اور یہ ثابت نہیں ہے۔

③ اس عام حدیث جس میں صرف تین وجوہات سے مسلمان کے قتل کا جواز ملتا ہے، اس سے نسخ کا دعویٰ صحیح نہیں کیونکہ یہ عام ہے اور قتل کی سزا پر مشتمل حدیث خاص ہے اور خاص کو عام پر مقدم رکھا جاتا ہے۔

④ اجماعِ صحابہ کا دعویٰ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ختم ہو جاتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو اُنہوں نے کہا تھا کہ اسے (شرابی کو) میرے پاس چوتھی مرتبہ لاؤ، میں اسے قتل کروں گا۔[1]

راجح موقف

جمہور علما کا موقف راجح معلوم ہوتا ہے کہ شرابی کو چوتھی مرتبہ قتل کرنا منسوخ ہو چکا ہے کیونکہ اس پر نصوص موجود ہیں اور اجماع بھی ثابت ہے۔ نقضِ اجماع کے دعویٰ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا قول ثابت نہیں بلکہ وہ سنداً ضعیف ہے۔ بفرضِ محال اسے صحیح مانیں تو کہہ سکتے ہیں کہ اُنہیں نسخ والی احادیث نہ پہنچی ہوں اور اس مخالفت کو شذوذ کی حیثیت حاصل ہوگی۔[2]

لیکن اگر لوگ شراب کے رسیا ہو جائیں اور اس قبیح عادت میں غرق ہو جائیں، حدّ (کا نفاذ) ان کے لئے مانع ثابت نہ ہو تو کیا قاضی مصلحت اور سیاست کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انہیں قتل کی سزا دے سکتا ہے یا نہیں؟ جیسا کہ امام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہما اللہ مصلحتاً قتل (کی سزا) کے قائل ہیں۔ دراصل یہ نظر و فکر اور اجتہاد کا مقام ہے۔ واللہ اعلم!

حدِ خمر کے ثبوت کے ذرائع[3]

ا۔ اقرار

شرابی ایک دفعہ بھی شراب پینے کا اعتراف کرلے تو حد خمر ثابت ہو جائے گی، اس اعتراف کے ساتھ منہ سے شراب کی بدبو کا آنا شرط نہیں ہے۔ اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے کیونکہ شراب نوش بدبو زائل ہونے کے بعد بھی اعتراف کر سکتا ہے۔

جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اعتراف کے ساتھ منہ سے بدبو آنے کی شرط لگاتے ہیں۔

2014

1 مسند احمد: ۶۷۵۲ ... شیخ احمد شاکر نے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے؛ مسند احمد: ۲/ ۱۹۱

2 فتح الباری: ۱۲/ ۸۲

3 المغنی: ۹/ ۱۳۸؛ مجموع الفتاویٰ: ۲۸/ ۳۳۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ گواہ

دو مسلمان گواہی دیں کہ اس نے نشہ آور مشروب استعمال کیا ہے، شراب کی نوعیت پر تفصیل فراہم کرنا گواہوں پر لازم نہیں، یہ ذکر کرنے کی بھی ضرورت نہیں کہ اس نے اپنے اختیار سے شراب پی ہے یا اس پر جبر ہوا ہے، نہ ہی اس تفصیل میں پڑنے کی ضرورت ہے کہ اسے اس کے نشہ آور ہونے کا علم تھا یا نہیں، کیونکہ اختیار اور علم ہی اصل ہے۔

اس کی دلیل حضرت حصین بن منذر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت ہے کہ

''میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ وہاں ولید بن عقبہ کو لایا گیا، اس نے فجر کی نماز دو رکعات پڑھا کر کہا، مزید پڑھاؤں؟ اس کے خلاف دو آدمیوں نے گواہی دی۔ حمران نامی آدمی نے گواہی میں کہا کہ اس نے شراب پی ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اُس نے اسے قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے شراب پینے کی وجہ سے ہی قے کی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوڑے لگانے کے لئے کہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو یہ ذمہ داری سونپی تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کاروبار حکومت میں شریک لوگ ہی یہ کڑا حکم پورا کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو کوڑے لگانے کے لئے کہا، عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کوڑے لگا رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ شمار کر رہے تھے۔ جب چالیس کوڑے ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رُک جاؤ... الخ''[1]

اس سے استدلال یوں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کی گواہی کو کافی سمجھا اور ان سے کوئی مزید تفصیلات دریافت نہیں کیں۔

.2014

۱ صحیح مسلم: ۱۷۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منہ سے شراب کی بدبو یا مشروب کی قے کرنے کو شہادت سمجھا جائے گا

شراب کی بدبو یا قے کرنے سے حد کے وجوب میں تین اقوال پر اختلاف ہے۔[1]

پہلا قول: منہ سے شراب کی بدبو آنے یا قے کرنے کی وجہ سے حد واجب نہیں ہوتی۔ اکثر اہل علم، امام ثوری، ابو حنیفہ، شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم (ایک روایت کے مطابق) کا یہی موقف ہے۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ ممکن ہے، اس نے اسے پانی سمجھ کر منہ میں ڈالا اور پھر احساس ہونے پر اس کی کلی کر دی ہو، یا سمجھا ہو کہ شائد یہ نشہ آور نہیں ہے یا جبراً پلائی گئی ہو یا اس نے سیب کا رس پیا ہو (اس سے بھی کچھ شراب جیسی بو کا احساس ہوتا ہے)۔ ان وجوہات سے شراب کی بدبو پیدا ہو سکتی ہے۔ جب یہ احتمالات موجود ہیں تو حدّ واجب نہیں ہو سکتی کیونکہ شبہات کی وجہ سے حدّ ساقط ہو جاتی ہے۔[2]

دوسرا قول: بدبو آنے یا قے کرنے سے حدّ واجب ہو جاتی ہے۔

یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دوسری روایت ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی موقف کو پسند کیا ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ اس قول کے مطابق صحابہ کرام حضرت عمر، حضرت عثمان اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے فیصلے موجود ہیں:

(۱) سائب بن یزید کا کہنا ہے کہ اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں ایک شرابی کو منہ سے بدبو آنے کی وجہ سے کوڑوں کی سزا دلواتے دیکھا۔ حضرت عمرؓ نے اسے پوری حدّ لگائی۔[3]

پہلے فریق نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس روایت کو ایسے انداز میں مختصر کیا گیا ہے کہ مفہوم میں خلل پیدا ہو گیا ہے۔ یہ روایت اصلی شکل میں یوں ہے:

"معمر نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے سائب بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جنازہ پڑھایا، میں بھی وہاں

۱ المبسوط: ۲۴/ ۳۱؛ مجموع الفتاوی: ۲۸/ ۳۳۹؛ الحدود والتعزیرات: ۳۲۵

۲ المغنی: ۱۰/ ۳۳۲

۳ مصنف عبد الرزاق: ۱۰/ ۲۲۸

2014

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاضر تھا۔ جنازہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے عبید اللہ سے شراب کی بدبو محسوس کی، میں نے اُس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اسے طِلا (دوائی) سمجھا تھا۔ میں دوبارہ اُس سے اس مشروب کے بارے میں پوچھنے والا ہوں، اگر وہ نشہ آور تھا تو میں اسے کوڑے لگاؤں گا۔ سائب بن یزید کہتے ہیں کہ میں دوبارہ گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے کوڑے لگا رہے تھے۔''[1]

دونوں روایات سائب بن یزید رحمہ اللہ سے ہی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ ایک ہی ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر نے اپنے بیٹے عبید اللہ کو کوڑے اس کے اس اقرار پر لگائے کہ اس نے نشہ آور طلاء پیا ہے، محض منہ سے بدبو آنے پر سزا نہیں دی۔ لہٰذا اس روایت میں مجرد بدبو آنے پر حد کے وجوب کی کوئی دلیل نہیں۔

② حصین بن منذر سے روایت ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ان کے پاس ولید کو لایا گیا جس نے شراب پی کر فجر کی نماز پڑھائی اور بعد میں کہا کہ مزید پڑھاؤں؟ اس کے خلاف دو آدمیوں نے گواہی دی۔ حمران نے کہا کہ اس نے شراب پی ہے، دوسرے نے کہا کہ میں نے اُسے قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے شراب پی کر ہی قے کی ہے.... الخ

یہ اثر پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے حدّ لگائی تھی۔

پہلے موقف والوں نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے مجرد قے کرنے پر سزا نہیں دی بلکہ اس قرینہ کے ساتھ حمران کی واضح شہادت پر حدّ لگائی۔ اس لیے جن ائمہ کرام نے اس اثر کو ذکر کیا ہے۔ اُنہوں نے اس پر یہ باب قائم نہیں کیا کہ قے سے حدّ لازم ہوتی ہے۔

③ علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حمص میں تھے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ یوسف کی قراءت کی۔ ایک آدمی کہنے لگا کہ اس طرح یہ سورۃ نازل نہیں ہوئی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اسے اسی انداز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا

---

1 صحیح بخاری تعلیقا: ۱۰/ ۶۲؛ مسند شافعی: ۲۹۶؛ موطا امام مالک: ۲/ ۸۴۷؛ مصنف عبد الرزاق: ۱۰/ ۲۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا تو آپ نے میری تحسین فرمائی تھی۔ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے شراب کی بدبو پائی تو کہنے لگے کہ تم کتاب اللہ کی تکذیب کرتے ہو اور شراب پیتے ہو، بعد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس پر حدّ لگائی۔[1]

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ یہ استدلال ہی تسلیم شدہ نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس آدمی نے شراب نوشی کا اعتراف کیا ہو۔ اس احتمال کی بنا پر یہ دلیل ساقط ہو جاتی ہے، اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ اثر 'کتاب فضائل القرآن' میں ذکر کیا ہے اور قوتِ فہم و دقتِ استنباط کے باوجود امام بخاری رحمہ اللہ نے اس اثر کو کتاب الحدود میں ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی اسے فضائل قرآن سے متعلق احادیث کے ضمن میں ہی ذکر کیا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اس پر باب باندھا ہے: باب فضل استماع القرآن[2]

④ ظاہری قرائن کے ساتھ شراب نوشی کا حکم لگانے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مذکورہ فیصلوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی مخالف نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ فتح الباری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت موجود ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مجرد بدبو کی وجہ سے حدّ لگانے پر انکار کیا تھا۔[3]

تیسرا قول: محض بدبو آنے سے حدّ واجب نہیں ہوتی، ہاں اگر اس کے ساتھ کوئی شہادت یا قرینہ مل جائے جو شبہات کی نفی کر دے تو حد لازم ہوگی۔ صحابہ کرام میں سے یہ موقف حضرت عمر، ابن زبیر رضی اللہ عنہم کا ہے۔ امام عطا، ابن قدامہ اور شیخ بکر ابوزید نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے۔

راجح موقف

تیسرا موقف راجح معلوم ہوتا ہے، متفرق دلائل اسی نظریہ کی تائید کرتے ہیں۔ اس بنا

2014

۱ صحیح بخاری: ۵۰۰۱؛ صحیح مسلم: ۳۵۸۰

۲ الحدود والتعزیرات عند ابن القیم: ۳۳۶

۳ فتح الباری شرح صحیح البخاری: ۹/ ۵۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر بو یا قے آنے پر مندرجہ ذیل صورتوں میں ہی حد واجب ہوتی ہے:[1]

① جس سے شراب کی بدبو پائی گئی، وہ شراب نوشی میں مشہور ہو۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔[2]

② کچھ فاسق لوگ اکٹھے شراب پر پائے جائیں۔ بعض پر نشہ طاری ہو اور کچھ کے منہ سے بدبو آرہی ہو تو سب کو حدّ لگے گی۔ یہ حضرت عمر بن عبد العزیز اور عطا کا موقف ہے۔[3]

③ بدبو کے ساتھ نشہ کے عوارض بھی پائے جائیں جیسا کہ قے وغیرہ۔ امام ابن قدامہ نے یہ ذکر کیا ہے۔

④ شراب نوشی پر دو آدمی گواہی دیں ایک شراب پینے کی اور دوسرا منہ سے بدبو آنے کی یا قے کرنے کی جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں مذکور ہے۔

محض بدبو وغیرہ سے حدّ واجب نہ ہونے پر دلیل:

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک آدمی نے شراب پی اور اس پر نشہ طاری ہو گیا۔ وہ گلی میں لڑکھڑاتا پھر رہا تھا، اُسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں لے جانے لگے۔ جب وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے پہنچا تو ہاتھ سے نکل گیا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہو کر وہ اُن سے چمٹ گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے ہنس کر فرمایا: ''کیا اس نے ایسا کیا ہے؟'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا۔[4]

امام خطابی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اس آدمی کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں جانے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم صادر نہیں فرمایا، کیونکہ حدّ کے ثبوت کے لئے اس کا اقرار یا شہادت موجود نہیں تھی، بس وہ راستے میں لڑکھڑاتا پایا گیا اور اس کے متعلق نشہ کرنے کا گمان

،2014

۱ الحدود والتعزیرات: ۳۴۰

۲ مصنف عبد الرزاق: ۲۲۸/۱۰

۳ مصنف عبد الرزاق: ۱۷۰۳۷؛ مسند الشافعی: ۲۹۸

۴ سنن ابو داؤد: ۴۴۷۶..... سند ضعیف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ آپ ﷺ نے مزید استفسار نہیں فرمایا اور اسے اسی حالت پر چھوڑ دیا۔

شراب نوش کو حدّ نشہ کی حالت میں لگے گی یا نشہ اُترنے کے بعد؟[1]

عمر بن عبدالعزیز، شعبی، ثوری، ابوحنیفہ اور شافعی ؒ کا یہ موقف ہے کہ شرابی کا نشہ اُترنے کے بعد ہی حدّ لگے گی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نشہ کی حالت میں سزا دینے سے حد کے مقاصد حاصل نہیں ہوتے۔ حد کا مقصد اسے عبرت دلانا ہے اور یہ مقصد نشہ اُترنے کے بعد ہی پورا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ نشہ کی حالت میں انسان کو شعور نہیں ہوتا۔

دوسرا موقف یہ ہے کہ جب شرابی پکڑا جائے اس پر حد لگا دی جائے۔ یہ ابن حزم کا خیال ہے۔ ان کا استدلال عام حدیث سے ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس جب شراب نوش لایا جاتا تو اس پر جرم ثابت ہو جانے پر آپ سزا دے دیتے تھے، اُس کے نشہ اترنے کا انتظار نہیں کرتے تھے۔

جب یہ دلیل سے ثابت ہو گیا تو قیاس اور نظر و فکر کی گنجائش نہ رہی، اس لئے پکڑے جانے پر شرابی کو سزا دے دی جائے سوائے اس صورت کے کہ اس میں بالکل ہی احساس و شعور نہ ہو تو کچھ شعور حاصل ہونے تک مؤخر کر دیا جائے۔ وباللہ التوفیق!

شرابیوں کی مجلس کا حکم[2]

شراب نوش لوگوں کی محفل یا وہ دستر خوان جس پر شراب یا دیگر منشیات ہوں، وہاں ایک مسلمان کا موجود ہونا حرام ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«من كان يومن بالله واليوم الآخر فلا يقعد علي مائدة يشرب عليها الخمر»[3]

"جو بھی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ایسے دستر خوان پر مت بیٹھے

1 المحلی: ۱۱/ ۳۷۱؛ المغنی: ۹/ ۱۴۰
2 المحلی: ۱۱/ ۳۷۱؛ کشاف القناع: ۶/ ۱۱۸
3 جامع ترمذی: ۲۸۰۱؛ سنن ابی داؤد: ۳۷۷۴؛ اسانید کے مجموعہ سے یہ حدیث حسن درجے کو پہنچ جاتی ہے۔ دیکھئے ارواء الغلیل: ۱۹۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں شراب پی جاتی ہو۔“

مسلمان پر حرام ہے کہ وہ کسی کو شراب پلائے چاہے وہ بچہ ہو یا پاگل ہو یا کافر ہو۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«لعن الله الخمر و شاربها وساقيها وبائعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة إليه»[1]

” اللہ تعالیٰ شراب پر لعنت فرمائے، اسی طرح شراب پینے والے، پلانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، نچوڑنے والے اسے تیار کروانے والے، منتقل کرنے والے اور جس کی طرف منتقل کی جارہی ہے، ان سب پر اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے۔“

شرابیوں کی محفل میں بیٹھ کر شراب نہ پینے والوں پر حد لگے گی یا نہیں؟

ابن عامر اور مروان بن حکم کا خیال ہے کہ اُن کو بھی کوڑے لگائے جائیں۔ حالانکہ صحیح موقف یہی ہے کہ ان لوگوں پر حد لازم نہیں کیونکہ حد صرف شراب پینے والوں پر واجب ہے اُن کے علاوہ کسی اور پر حد لازم ہونے میں قرآن، سنت، اجماع یا قول صحابی سے دلیل نہیں ہے۔ البتہ مصلحت کے تحت ایسے لوگوں پر تادیبی کارروائی ہو سکتی ہے اور اُنہیں تعزیراً سزا دی جاسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

[اُردو ترجمہ: صحیح فقہ السنۃ وادلتہ وتوضیح مذاہب الائمہ: جلد ۴ / صفحہ ۴۳ تا ۸۸]

1 سنن ابی داود: ۳۶۵۷؛ سنن ابن ماجہ: ۳۳۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ